OPEN ACCESS
SUJRIS
﴾ Swat University Journal of Religious & Islamic Studies ﴿
ISSN: 2959-5509
www.sujris.uswat.edu.pk

SUJRIS
Vol.:2, Issue: 2, Jul - Dec 2024 PP: 25-35

فقہ حنفی کے کتب نوادر کا تعارف: ایک علمی مطالعہ

Introduction to the Nawadir Books of Hanafi Jurisprudence: An Academic Study

Asadullah Khan
Ph.D. Scholar, Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan
Email: ibnulasadkhan@gmail.com

Prof. Dr. Abzahir Khan
Supervisor, Department of Islamic Studies Abdul Wali Khan University Mardan
Email: abzahir@awkum.edu.pk

Dr. Faisal Mehmood
Lecturer/Co-Supervisor, Department of Islamic Studies, Chitral University, KP
Email: faisal.mehmood@uoch.edu.pk

Abstract

The basic books of the Hanafi school of thought are divided into two categories, one is the Zahir-ul-Riwayah and the other is the Kutab-ul-Nawadir. The Zahir-ul-Riwayah books are generally available, but most of the Kutab-ul-Nawadir are missing. This article presents an introduction to the eight famous Kutab-ul-Nawadir. In which the introduction of their narrators and the research on the attribution of these books to Imam Muhammad have been introduced, and at the same time it has been explained in what form these Kutab-ul-Nawadir exist today. The research identifies these rare texts, explores their historical context, authorship, and unique contributions to fiqh. Using manuscript catalogues, archival records, and classical bibliographies, the study highlights their distinctive juristic approaches and the challenges of preservation and access. The findings show that these works enrich our understanding of Hanafi legal thought and offer fresh perspectives on the diversity and evolution of Islamic jurisprudence. This research encourages further critical editions and studies to revive this important intellectual heritage.

Keywords: *Fiqh, hanafi Jurisprudence, Islamic Law, Zahir ul rivaya, Nadir ul rivaya, shaybani, Imam Muhammad.*

CC BY

فقہ حنفی کی اولین تدوین اور کتب ظاہر الروایہ اور نوادر

علم فقہ کی ابتدا اگرچہ عہد رسالت میں ہو چکی تھی، تاہم پہلی مرتبہ عہد تابعین میں یہ بطور الگ علم کے شمار کیا جانے لگا۔ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگرد علم فقہ کے پہلے مدونین شمار ہوتے ہیں۔[1] فقہ حنفی کی اولین تدوین میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کی کتابوں کو بہت شہرت ملی۔ اور پھر بعد میں ان کتابوں کو روایت وسند کے اعتبار سے درجہ بندی دی جاتی رہی ہے، ایک کو ظاہر الروایہ کہا جاتا ہے اور دوسرے کو کتب نوادر۔ ظاہر الروایہ کا یہ مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ یہ وہ کتابیں ہیں جو ثقہ روایوں کے سند سے ثابت ہیں، جو یہ چھ کتابیں ہیں: کتاب الاصل (المبسوط)، الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر الصغیر، السیر الکبیر، الزیادات۔[2] کتب نوادر کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ جن کتابوں کی سند قوی نہ ہو۔ اس میں درج ذیل کتابوں کو شمار کیا جاتا ہے: نوادر معلیٰ بن منصور، نوادر ابراہیم بن رستم، نوادر بشر بن الولید، نوادر داود بن رشید، نوادر محمد بن سماعہ، نوادر محمد بن شجاع، نوادر موسیٰ الجوزجانی، نوادر ہشام رازی، کیسانیات، ہارونیات، جرجانیات، رقیات، مجرد حسن بن زیاد اور امالی ابی یوسف۔[3] کتب ظاہر الروایہ کی چھ کتابیں تقریباً سب چھپ گئی ہیں، البتہ کتب نادر الروایہ میں سے نوادر معلیٰ بن منصور چھپ کر منظر عام پر آ گئی ہے ۔ باقی کتب نوادر اب تک طبع نہیں ہوئیں، لیکن اس کے بیشتر نصوص دیگر کتب فقہ میں موجود ہیں۔

کتب ظاہر الروایہ کے تعارف پر بہت تفصیلات موجود ہیں، زیر نظر مقالہ میں کتب نوادر میں سے آٹھ کتابوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، جس میں ان کے مصنفین اور روات کا تعارف ہو گا اور ساتھ ساتھ کتب نوادر کی ان کی طرف نسبت کی تحقیق کی جائے گی اور پھر اس کی کوشش کی جائے گی کہ یہ کتب نوادر اس وقت کہاں پر موجود ہیں، یا اس کے نصوص کہاں کہاں موجود ہیں۔

کتب نوادر کی نوعیت

نوادر، امام محمدؒ کے شاگردوں کی امام محمدؒ سے مختلف فقہی مسائل پر مشتمل مرویات ہیں، اس لیے کبھی ان کی نسبت نقل کرنے والے راویوں کی طرف ہوتی ہیں، جیسے نوادر ہشام جو ہشام بن عبید اللہ رازی روایت کرتے ہیں، نوادر ابی سلیمان جوزجانی، نوادر معلیٰ بن منصور۔ جرجانیات کی نسبت علی بن صالح جرجانی کی طرف ہیں، ہارونیات کی نسبت ایک شخص کی طرف ہے جس کا نام ہارون تھا۔ اسی طرح کبھی ان کتب نوادر کی نسبت جگہوں کی طرف بھی ہوتی ہیں، جیسے رقیات، جو محمد بن سماعہ، امام محمدؒ سے نقل کرتے ہیں جس وقت وہ رقہ کے قاضی تھے۔ ان کتب نوادر کا اکثر حصہ ضائع ہو گیا ہے، البتہ ان میں سے صرف نوادر معلیٰ بن منصور کا ایک نسخہ استنبول میں موجود ہے۔ لیکن دیگر کتب نوادر کے نصوص متقدمین فقہاء حنفیہ جیسے امام سرخسیؒ وغیرہ کے کتابوں میں موجود ہیں۔[4]

(1) نوادر معلیٰ بن منصور (150ھ-211ھ)

معلیٰ بن منصور کا تعارف:

معلیٰ بن منصور رازی محدث بھی تھے اور فقیہ بھی تھے، امام ابو یوسف اور امام محمد کے شاگرد ہیں۔ یہ روایت میں ابو سلیمان جوزجانی کے ساتھی تھے، لیکن یہ ان سے عمر میں چھوٹے تھے۔ یہ امام مالک اور لیث بن سعد وغیرہ سے احادیث روایت کرتے ہیں، اور ان سے امام علی بن المدینی، امام بخاری روایت کرتے ہیں۔ صحاح ستہ نے ان کی روایات نقل کیے ہیں۔ مامون نے ان کو عہدہ قضا کی پیشکش کی لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔[5] حافظ ابن حجرؒ تقریب التہذیب میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

ثقة سني، فقيه طلب للقضاء فامتنع، أخطأ من زعم أن أحمد رماه بالكذب. [6]

نوادر معلیٰ بن منصور کا مخطوطہ اور مطبوع نسخہ :

نوادر کے مجموعوں میں اس وقت صرف نوادر معلیٰ بن منصور کتاب چھپی ہے۔ اس کا دنیا میں صرف ایک مخطوطہ ہے جو جامعہ استنبول میں 4352 نمبر پر موجود ہے۔ البتہ اس مخطوطہ پر دو تحقیقات موجود ہیں: ایک شیخ عبد اللہ العفری کی تحقیق سے المکتبۃ الخیریہ، قاہرہ مصر سے 1444ھ موافق 2023ء کو چھپی ہے۔ دوسرا ام القری مکہ مکرمہ یونیورسٹی میں سن 1427ھ موافق 2006ء میں محمد شدید بن شداد ثقفی اور عبد اللہ بن عابد نے اس پر ماسٹر کا مقالہ لکھا ہے۔ یہ اگرچہ مطبوع نہیں لیکن اس کا پی ڈی ایف نسخہ مل جاتا ہے۔ [7]

اس کی اہمیت کی وجہ سے بعد کے فقہاء نے اس کتاب سے اقتباسات نقل کیے ہیں، جیسے علامہ عینیؒ نے البنایہ شرح ہدایہ میں، ابن مازہ نے المحیط البرہانی میں، امام سرخسیؒ نے المبسوط میں، علامہ کاسانیؒ نے بدائع الصنائع میں۔ بقول محقق کتاب النوادر انہوں نے تین سو مصنفین کو گنا ہے جنہوں نے نوادر معلیٰ بن منصور سے نقل کیا ہے۔[8] نوادر معلیٰ کے حوالہ جات المحیط البرہانی میں کئی جگہ ہیں، چنانچہ المعلی کا ذکر 90 مرتبہ ہے جبکہ نوادر معلیٰ کا ذکر 20 جگہ ہے۔

نوادر معلیٰ بن منصور کی نسبت:

نوادر معلیٰ بن منصور کا ذکر کئی مترجمین نے کیا ہے جیسے علامہ قرشی، علامہ کفوی، ملا علی قاری، حاجی خلیفہ ودیگر۔ [9]

نوادر معلیٰ کا منہج

قدیم کتابوں کے طرز پر کتاب کے شروع میں کوئی مقدمہ نہیں۔ معروف طرز سے ہٹ کر ابتداء باب الدعوی سے کی گئی ہے، پھر استحقاق اور آخر میں باب العتاق ہے۔ اکثر وبیشتر امام ابویوسف کا قول ذکر کرتے ہیں، جبکہ کبھی کبھی امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا قول بھی ذکر کرتے ہیں۔ اپنی کتاب میں دیگر مذاہب کا ذکر نہیں کرتے، البتہ کبھی عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ کا ذکر کرتے ہیں۔ مسائل کے ساتھ ادلہ کا ذکر نہیں کرتے، مگر شاذ ونادر کبھی دلیل ذکر کر دیتے ہیں۔ اور اس میں بھی اختصار سے کام لیتے ہیں، جیسے مثلا اخذا بالاثر، یا کما جاء فی الاثر۔ شیخ احمد النقیب لکھتے ہیں کہ نوادر معلیٰ بن منصور کے نصوص کے بارے میں تحقیق کی ضرورت ہے کیونکہ ان نصوص میں سے کچھ ظاہر الروایہ میں بھی ہیں۔ [10]

نوادر معلیٰ کے بارے میں ایک ترکی محقق احمد حمدی فرات نے بھی مقالہ لکھا ہے۔ [11]

(2) نوادر ابراہیم بن رستم (211ھ)

ابراہیم بن رستم کا تعارف:

ابراہیم بن رستم ابو بکر مروزی، فقہ وعبادت میں معروف تھے، یہ پہلے محدثین میں سے ہوتے تھے، پھر امام محمدؒ کے پاس آئے، اور ان کی فقہی کتابیں لکھیں۔ لہٰذا لوگ ان کے پاس تحصیل علم کے لیے آنے لگے۔ ان کو قضاء کی پیشکش کی گئی لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا، پھر مامون نے ان کو اپنا مقرب بنا دیا۔ یحییٰ بن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، جبکہ بعض محدثین نے فقہ کی وجہ سے ان پر کلام کیا ہے۔ امام مالک سے حدیث کی تحصیل کی ہے جبکہ امام احمد بن حنبل نے ان سے حدیث کی تحصیل کی ہے۔ [12]

نوادر ابراہیم بن رستم کی نسبت:

ان کی کتابوں میں النوادر ہے، جسے وہ امام محمد سے روایت کرتے ہیں۔ نوادر ابراہیم بن رستم کا ذکر کئی مترجمین نے کیا ہے جیسے قرشی، قاسم بن قطلوبغا، کفوی، ملا علی قاری، حاجی خلیفہ، عبدالحیی لکھنوی اور عمر رضا کحالہ۔[13]

نوادر ابراہیم بن رستم کے حوالہ جات:

کتاب نوادر ابراہیم بن رستم اگرچہ موجود نہیں، لیکن عیون المسائل سمر قندی، شرح زیادات قاضی خان، المحیط البرہانی میں اس کی کئی نصوص موجود ہیں۔[14] اجناس ناطفی میں اس کی تقریبا دو سو روایات ہیں۔[15]

(3) نوادر بشر بن الولید (238ھ)

بشر بن الولید کا تعارف:

قاضی بشر بن الولید بن خالد کندی (238ھ) چند بڑے علما میں ان کا شمار ہوتا ہے، یہ امام ابویوسف کے خاص شاگردوں میں تھے، امام ابویوسف سے ان کی کتابیں اور امالی روایت کرتے ہیں، امام مالک اور امام حماد بن زید سے احادیث کی روایت کرتے ہیں، جبکہ ان سے ابونعیم موصلی روایت کرتے ہیں۔ امام ابوداود نے ان کی روایات ذکر کی ہیں۔ نیک، صالح، عبادت گذار اور وسیع فقہ والے تھے، ان کے شاگردوں نے ان سے بکثرت ان کی فقہی فتاوی اور نوادر نقل کیے ہیں۔ بغداد میں قضا کے عہدہ پر فائز ہوئے تھے۔ امام آجری کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوداود سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں بتایا کہ یہ ثقہ ہیں، اسی طرح علامہ سلمی، امام دارقطنی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں۔[16]

نوادر بشر بن الولید کی نسبت:

نوادر بشر بن الولید کا ذکر کئی مترجمین نے کیا ہے جیسے قرشی، کفوی، ملا علی قاری، حاجی خلیفہ ودیگر۔[17] لیکن ڈاکٹر اور خان کی تحقیق یہ ہے کہ یہ نوادر ابویوسف ہے۔[18]

نوادر بشر بن الولید کے حوالہ جات:

ان کی کتابوں میں النوادر ہے، جسے وہ امام محمد سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کتاب اگرچہ موجود نہیں لیکن عیون المسائل سمر قندی، المحیط البرہانی میں اس کے کئی نصوص موجود ہیں۔[19]

(4) نوادر داود بن رشید (ت 159ھ)

داود بن رشید کا تعارف:

ابو الفضل داود بن رشید ہاشمی خوارزمی، تقریبا 159ھ میں پیدا ہوئے، امام محمد بن الحسن اور حفص بن غیاث کے شاگردوں میں سے ہیں، بغداد میں سکونت اختیار کی تھی، علم حدیث کی طلب میں اسفار کیے تھے اور ایک بڑی جماعت سے علم کی تحصیل کی تھی، ان سے امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود اور امام ابن ماجہ وغیرہ کبار محدثین روایت کرتے ہیں۔ یہ مشہور محدث، ثقہ اور کثیر الحدیث تھے، تہجد گذار اور عبادت گذار تھے، فقہ میں ان کی کتاب النوادر ہے۔ اسی طرح حدیث میں ان کے نام سے ایک کتاب موجود ہے۔ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ اور 239ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ کتاب الاصل میں موجود کتاب العشر ان کی روایت سے ہے۔[20]

نوادر داود بن رشید کی نسبت:

نوادر داود بن رشید کا ذکر کئی مترجمین نے کیا ہے جیسے قرشی، ملا علی قاری، حاجی خلیفہ ودیگر۔[21]

نوادر داود بن رشید کے حوالہ جات:

داود بن رشید خوارزمی (239ھ)، ان کی کتابوں میں النوادر کا ذکر ہے۔ محیط برہانی ودیگر کتب فقہ میں اس کے نصوص وفی نوادر ابن رشید عن محمد کے عنوان سے موجود ہیں۔[22]

(5) نوادر محمد بن سماعہ (130ھ-233ھ)

محمد بن سماعہ کا تعارف:

قاضی محمد بن سماعہ بن عبید اللہ بن ہلال بن وکیع ابو عبد اللہ تمیمی، ثقہ اور بااعتماد راویوں میں سے تھے۔ لیث بن سعد، ابویوسف، محمد بن الحسن کے شاگرد تھے اور ان سے النوادر کتاب لکھی تھی، اسی طرح ان سے دیگر کتابیں اور امالی لکھی تھیں۔ امام ابویوسف کے انتقال کے بعد بغداد میں مامون کے قاضی بنے تھے۔ یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ جس طرح محمد بن سماعہ فقہ میں زیادہ اعتماد والے ہیں اس طرح اگر محدثین حدیث میں اعتماد والے ہوں تو وہ سب سے بلند درجے پر ہوں گے۔ امام طحاوی کے استاذ ابو جعفر احمد بن ابی عمران ان کے شاگرد تھے۔ ان کی کتابوں میں ادب القاضی، المحاضر والسجلات اور النوادر ہیں۔ ایک سو تیس سال عمر پائی۔ 130ھ میں ولادت ہے جبکہ 233ھ وفات ہے۔[23]

محمد بن سماعہ کے بارے میں کئی مقالات لکھے گئے ہیں، ایک محمد بن سماعة وأثره في الفقه الإسلامي ہے، جو جامعہ بیروت کلیۃ الشریعہ میں لکھا گیا ہے۔ دوسرا آراء محمد بن سماعة الفقهية (ت٢٣٣هـ) في كتابه مختصر اختلاف العلماء - دراسة فقهية مقارنة) ہے جو طالبہ حنان قاسم کاظم نے جامعہ بغداد میں لکھا ہے۔

نوادر محمد بن سماعہ کی نسبت:

نوادر محمد بن سماعہ کا ذکر کئی مترجمین نے کیا ہے جیسے قرشی، کفوی، ملا علی قاری، حاجی خلیفہ ودیگر۔[24]

نوادر محمد بن سماعہ کے حوالہ جات:

نوادر محمد بن سماعہ کا نسخہ موجود نہیں ہے لیکن اس کے بیشتر نصوص دیگر کتب فقہ میں موجود ہیں، چنانچہ سمرقندی کی کتاب عیون المسائل میں 76 حوالہ جات ہیں۔ اسی طرح الجامع الکبیر، المحیط البرہانی اور اجناس ناطفی میں اس کے بکثرت نصوص موجود ہیں۔[25]

(6) نوادر محمد بن شجاع ثلجی (181ھ-266ھ)

محمد بن شجاع ثلجی کا تعارف:

ابو عبد اللہ محمد بن شجاع ثلجی بغدادی حنفی (181ھ-266ھ) کو فقہ، حدیث اور قراءات میں بلند مقام حاصل تھا۔ فقہ کی تحصیل حسن بن زیاد لؤلؤی سے کی تھی جبکہ معلیٰ بن منصور، موسی جوزجانی ودیگر سے بھی علم کی تحصیل کی تھی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں یعقوب بن شیبہ، احمد بن ابی عمران ودیگر ہیں۔ کوثری کہتے ہیں کہ ان کے شیوخ وشاگردوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس بارے میں مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ مورخ اسحاق الندیم لکھتے ہیں کہ فقہ حنفی کو دلائل سے قوی کرنے کی

کوشش انہوں نے کی تھی۔ عہدہ قضا کو قبول نہیں کیا تھا۔ محمد بن شجاع کہتے ہیں کہ مجھے اس گھر میں دفن کرو کیونکہ اس میں ایسی جگہ نہیں جہاں میں نے قرآن ختم نہ کیا ہو۔ ابو اسحاق شیرازی کہتے ہیں کہ انہوں نے فقہ اور تقوی دونوں کو جمع کیا تھا۔[26]

حنفیہّ میں سے ان پر شدید جرحیں ہوئی ہیں، لیکن ان تمام جروحوں کی حقیقت علامہ کوثری نے تفصیل کے ساتھ واضح کی ہیں۔ محمد زاہد کوثری نے ان کے حالات میں مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے: الإمتاع بسيرة الإمامين الحسن بن زياد وصاحبه محمد بن شجاع. یہ ڈاکٹر حمزہ بکری کی تحقیق سے چھپا ہے۔[27]

نوادر محمد بن شجاع کی نسبت:

نوادر محمد بن شجاع کا ذکر کئی مترجمین نے کیا ہے جیسے قرشی، کفوی، ملا علی قاری، حاجی خلیفہ ودیگر۔[28]

نوادر محمد بن شجاع کے حوالے:

ابو اللیث سمرقندی (373ھ) کی کتاب عیون المسائل میں، المحیط البرہانی، اجناس ناطفی اور دیگر کتب فقہ میں ان کی کتاب النوادر کے نصوص ہیں۔[29]

(7) نوادر موسی الجوزجانی (211ھ)

موسی جوزجانی کا تعارف:

موسی بن بن سلیمان ابو سلیمان جوزجانی (211ھ) امام ابویوسف، امام محمد سے فقہ کی تحصیل کی۔ یہ محدثین میں بہت محبوب تھے۔ مامون نے عہدہ قضا کی پیش کش کی لیکن قبول نہیں کیا۔ متقی، دین دار، فقیہ اور محدث تھے۔ ان سے امام محمد کی کتابیں ابن البلخی نے روایت کی ہیں۔ امام محمد کی کتاب الاصل اور الجامع الکبیر ان کی روایت سے ہیں۔ محمد بن اسحاق الندیم لکھتے ہیں کہ ان کی اپنی تصنیفات نہیں ہیں، یہ امام محمد کی کتابیں نقل کرتے ہیں۔ صیمری کہتے ہیں کہ ابو بکر رازی اس کو ناپسند سمجھتے تھے کہ کوئی ان کے سامنے کتب اصول ہشام کی روایت والے سنائے، کیونکہ اس میں اضطراب تھا، وہ حکم دیتے تھے کہ ان کے سامنے ابو سلیمان جوزجانی یا محمد بن سماعہ کی روایت سے سنائے جائے کیونکہ ان کی روایت صحیح اور ان کا ضبط درست تھا۔ امام محمد کی چھ کتابیں انہیں کی وجہ سے مشرق و مغرب میں پھیل گئیں۔[30]

نوادر موسی جوزجانی کی نسبت:

نوادر موسی جوزجانی کا ذکر کئی مترجمین نے کیا ہے جیسے قرشی، کفوی، ملا علی قاری، حاجی خلیفہ ودیگر۔[31]

نوادر موسی جوزجانی کا مخطوطہ:

خیر الدین زرکلی، عمر رضا کحالہ اور یوسف مرعشلی کے بقول دار الکتب المصریہ میں نوادر الفتاوی کا ایک مخطوطہ ہے جو ہو سکتا ہے کہ نوادر موسی جوزجانی ہو۔[32]

نوادر موسی جوزجانی کے حوالے:

ان کی کتاب النوادر کے حوالے اصول السرخسی اور اختلاف العلماء للطبری میں ہیں۔ عیون المسائل للسمرقندی میں بھی کئی جگہ حوالے ہیں، اور المحیط البرہانی میں چھ جگہ حوالے ہیں۔[33]

(8)نوادر ہشام الرازی(221ھ)

ہشام بن عبید رازی کا تعارف:

ہشام بن عبید رازی (221ھ) مشہور فقیہ و محدث تھے، امام مالک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، ان سے روایت کرنے والے ابوحاتم رازی، حسن بن عرفہ وغیرہ ہیں۔ ہشام بن عبید کہتے ہیں کہ میں سترہ سو محدثین سے ملا ہوں اور میں نے علم کی راہ میں سات لاکھ درہم خرچ کیے ہیں۔ ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ صدوق راوی ہیں، میں نے ری میں ان سے بڑے درجہ کا عالم نہیں دیکھا، ابوحاتم رازی ان کے شاگرد تھے۔ یہ ری کے قاضی تھے، امام محمد بن الحسن کا ان کے گھر میں انتقال ہوا تھا اور ان کے مقبرے میں دفن ہوئے تھے۔ صیمری کہتے ہیں کہ یہ امام ابویوسف و محمد دونوں کے شاگرد تھے البتہ یہ ان سے روایت میں کچھ کمزور تھے، چنانچہ ابو بکر رازی اس کو ناپسند سمجھتے تھے کہ کوئی ان کے سامنے کتب اصول ہشام کی روایت والے سنائے، کیونکہ اس میں اضطراب تھا، وہ حکم دیتے تھے کہ ان کے سامنے ابوسلیمان جوزجانی یا محمد بن سماعہ کی روایت سے سنائے جائے کیونکہ ان کی روایت صحیح اور ان کا ضبط درست تھا۔ ابن حبان بستی نے ہشام بن عبید پر جرح کیا ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ ودیگر نے ان الزامات کو رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہشام بن عبید بری ہے۔[34]

نوادر ہشام رازی کی نسبت:

نوادر ہشام کا ذکر کئی مترجمین نے کیا ہے جیسے قرشی، کفوی، ملا علی قاری، حاجی خلیفہ، عمر رضا کحالہ ودیگر۔[35]

نوادر ہشام رازی کے حوالے:

نوادر ہشام رازی کا وجود اس وقت نہیں ہے، البتہ کتب فقہ میں اس کے کئی حوالہ جات ہیں۔ چنانچہ سمرقندی کے عیون المسائل میں 178 جگہوں میں ہشام کی روایت کا ذکر ہے، جن میں سے ایک جگہ نوادر ہشام کی تصریح ہے۔[36] اور المحیط البرہانی میں 96 جگہوں میں موجود ہے۔

نتائج البحث:

یہ مختصر مقالہ میرے پی ایچ ڈی کے تفصیلی مقالہ کا ایک حصہ ہے جس کا عنوان ہے: فقہ حنفی میں ظاہر الروایہ اور نادر الروایہ کے مابین فرق اور متعلقہ مسائل کی عصری معنویت: ایک تجزیاتی مطالعہ۔ زیر نظر مقالے سے درج ذیل چند نتائج واضح ہوئے:

1. امام محمد شیبانی کی کتب نوادر میں سے صرف نوادر معلیٰ بن منصور کا مخطوطہ اس وقت دنیا میں موجود ہے، اور اس سے یہ کتاب چھپی ہے۔
2. کتب نوادر کے مخطوطات اگرچہ مفقود ہیں لیکن خوش قسمتی سے تقریبا تمام کتب نوادر کے نصوص دیگر کتب فقہ میں موجود ہیں۔ خاص طور سے اجناس ناطفی، عیون المسائل سمرقندی، محیط برہانی اور مبسوط سرخسی میں اس کے نصوص بکثرت موجود ہیں۔
3. کتب نوادر میں سے آٹھ کتب نوادر میں سب کی نسبت امام محمد کی طرف ثابت ہے، البتہ نوادر بشر بن الولید کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نوادر ابی یوسف ہے۔
4. کتب نوادر کے سب راوی ثقہ ہیں، البتہ ان میں سے بعض دیگر کے مقابلے میں زیادہ بااعتماد ہیں۔

5. کتب نوادر کے ماخذ اور مظان معلوم ہونے کے بعد اب ہم آسانی کے ساتھ کتب نوادر کے مسائل کا اصول اور ظاہر الروایہ کے مسائل کے ساتھ تقابل کر سکتے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

(1)ابو بکر عتیق بن داود الیمانی الحنفی (460ھ)، البیان والبرہان فی جمل من فضائل الإمام الأعظم إبوحنیفۃ، (اردن: دار الریاحین)، ص59۔

(2)ابن عابدین، محمد امین بن عمر ابن عبد العزیز عابدین الدمشقی الشامی (ت 1252ھ)، شرح عقود رسم المفتی، (کراتشی: مکتبۃ البشری، 1441ھ)، ص20.

(3)ملاچلپی، مصطفیٰ بن عبد اللہ الرومی (1067ھ)، کشف الظنون عن إسامی الکتب والفنون، (لندن: مؤسسۃ الفرقان، 2021م)، 5: 270.

(4)الدکتور محمد بوینوکالن، مقدمۃ تحقیق الأصل، (بیروت: دار ابن حزم، 2012ء)، ص36.

(5)ابن إبی حاتم الرازی، عبد الرحمٰن بن محمد الحنظلی (ت327ھ)، الجرح والتعدیل، (حیدر آباد، دکن الہند: مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ، الطبعۃ الأولی: 1371ھ) 334/8، الخطیب البغدادی، ابو بکر إحمد بن علی بن ثابت، (ت 463ھ)، تاریخ بغداد، (بیروت: دار الغرب الإسلامی، الطبعۃ الأولی: 1422ھـ2002ء، تحقیق: بشار عواد معروف) 188/13؛ الذہبی، شمس الدین محمد بن إحمد بن عثمان بن قایماز (ت 748ھ) میزان الاعتدال، (بیروت: دار المعرفۃ 1382ھ)، 6/ 477؛ القرشی، ابو محمد عبدالقادر بن محمد بن محمد (696ھ ــ775ھ) ، الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیۃ، (الجیزۃ: ہجر للطباعۃ والنشر: 1413ھ -1993ء، تحقیق:الدکتور عبد الفتاح محمد الحلو) 492/3؛ ابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، (دبی: جمعیۃ دار البر، 1443ھ)، 13:53.

(6)ابن حجر العسقلانی، التقریب، (سوریا: دار الرشید 1406ھ)، ص961، رقم: 6854.

(7)https://archive.org/details/20201104_20201104_1640

(8)عبد اللہ العفری، مقدمۃ نوادر المعلی، (القاہرۃ: المکتبۃ الخیریۃ، 1444ھ)، ص49۔

(9)القرشی، الجواہر المضیۃ3: 273، الکفوی، محمود بن سلیمان (990ھ)، کتائب إعلام الأخیار من فقہاء المذہب المختار، (ترکیا: مکتبۃ الإرشاد، 1438ھ)، 1 : 466 ، القاری علی بن سلطان (1014ھ)، الأثمار الجنیۃ فی إسماء الحنفیۃ، 2 : 593، ملاچلپی مصطفیٰ بن عبد اللہ (1067ھ)، سلم الوصول إلی طبقات الفحول، (ترکیا: مکتبۃ إرسیکا، 2010م)، 3 : 148، الکحالۃ عمر رضا، معجم المؤلفین، (بیروت: مکتبۃ المثنی، 1431ھ)، اللکنوی، الفوائد البہیۃ، ص215، الزرکلی خیر الدین بن محمود (1396ھ)، الأعلام (دار العلم للملایین، 2002م)، 6:157.

(10)احمد بن محمد النقیب، المذہب الحنفی، مراحلہ وطبقاتہ، ضوابطہ و مصطلحاتہ، خصائصہ ومؤلفاتہ، (الریاض: مکتبۃ الرشد)، 2: 460۔

(11) Ahmet Hamdi Furat, Muallâ b. Mansûr’un Nevâdir’i ve Hanefî Mezhebi Literatüründeki Yeri, Reha Yayınları, İstanbul 2013.

(12)القرشی، الجواہر المضیۃ 1: 37، ابن حجر العسقلانی احمد بن علی (852ھ)، لسان المیزان، (حلب: مکتب المطبوعات، تحقیق ابو غدہ، 1423ھ)، 1: 56، محمد بوینوکالن، مقدمۃ کتاب الأصل ص20۔

(13)القرشی، الجواہر المضیۃ 1: 80، قاسم بن قطلوبغا (879ھ)، تاج التراجم فی طبقات الحنفیۃ (دمشق: دار القلم 1413ھ)، ص86، القاری، الأثمار الجنیۃ 1: 301، ملاچلپی، سلم الوصول، 1: 27، وکشف الظنون، 5: 270، الکحالۃ، معجم المؤلفین 1: 31. اللکنوی، الفوائد البہیۃ ص 215، الزرکلی، الأعلام، 7: 271.

(14) السمرقندی، ابواللیث نصر بن محمد بن احمد (ت375ھ)، عیون المسائل للسمرقندی الحنفی، (بغداد: مطبعۃ اسعد 1965م) ص11، 13، 14، 20، 21، 24، 27، 28، 29، 30، 34، 43، 74، 76، 130، 157، 163، 186، 191، 192، 293، 298، 372۔ ابن مازۃ البخاری برہان الدین محمود بن احمد (616ھ)، المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ 1424ھ). المحیط البرہانی میں نوادر ابن رستم کا ذکر 12 جگہوں میں ہے، جبکہ نوادر ابراہیم کا ذکر 16 جگہوں میں ہے۔

(15)مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

Orhan ENÇAKAR،HANEFÎ MEZHEBİ NEVÂDİR LİTERATÜRÜ(İstanbul 2019) p: 116

(16)الذہبی، میزان الاعتدال 1/ 326، ابو إسحاق الشیرازی إبراہیم بن علی (476ھ)، طبقات الفقہاء (بیروت: دار الرائد العربی، 1970م) ص 138، التمیمی، مولی تقی الدین بن عبد القادر (1010ھ)، الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ، (الریاض: دار الرفاعی 1410ھ) رقم: 567، اللکنوی، الفوائد البہیۃ ص 54، الخطیب، تاریخ بغداد 7/561، محمد بوینوکالن، مقدمۃ کتاب الأصل ص20۔

(17)القرشی، الجواہر المضیۃ 1: 452، الکفوی، کتائب اعلام الأخیار 1: 468، القاری، الأثمار الجنیۃ، 1: 376، ملاچلپی، کشف الظنون 7: 484، اللکنوی، الفوائد البہیۃ ص 72.

(18)ملاحظہ ہو:

Orhan ENÇAKAR،HANEFÎ MEZHEBİ NEVÂDİR LİTERATÜRÜ(İstanbul 2019) p: 140

(19)ابن مازۃ البخاری، المحیط البرہانی، 1/181، 206، 383، 484، 2/69، 79. المحیط البرہانی میں نوادر بشر کا 58 جگہوں میں ذکر ہے۔ السمرقندی، عیون المسائل، ص16، 38، 29، 59، 43، 108، 110، 114، 123، 135، 137، 152، 157، 165، 179، 184، 186۔

(20)ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، 3/412، الخطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 9/338، الذہبی، سیر اعلام النبلاء، 11/133، القرشی، الجواہر المضیۃ، 1/237، ابن حجر، تہذیب التہذیب، 4: 150، محمد بوینوکالن، مقدمۃ الأصل، ص 96۔

(21)القرشی، الجواہر المضیۃ 2: 186، القاری، الأثمار الجنیۃ 1: 427، ملاچلپی، کشف الظنون 5: 270، 7: 484.

(22)ابن مازہ البخاری: المحیط البرہانی، 4/ 20، 1/ 118، 6/ 543، الشیبانی، ابو عبد اللہ محمد بن الحسن (189ھ) السیر الصغیر، (بیروت: الدار المتحدۃ 1975م)، ص279، 283. محمد بوینوکالن، مقدمۃ الأصل ص78. الأصل 7: 564، المحیط البرہانی میں داود بن رشید کا ذکر 10 جگہ ہے جن میں سے بعض میں نوادر داود بن رشید کا بھی ذکر ہے۔ اجناس ناطفی میں اس کے تیس مسائل ہیں۔ ملاحظہ ہو:

Orhan ENÇAKAR،HANEFÎ MEZHEBİ NEVÂDİR LİTERATÜRÜ(İstanbul 2019) p: 105

(23)الخطیب، تاریخ بغداد، 3 : 298، المزی جمال الدین ابو الحجاج یوسف (742ھ)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ1413ھ)، 25 : 317، ابواسحاق الشیرازی، طبقات الفقہاء، ص138، الذہبی، سیر اعلام النبلاء، 10 : 646، ابن حجر، تہذیب التہذیب، 11 : 599، القرشی، الجواہر المضیۃ، 3 : 168، قاسم بن قطلوبغا، تاج التراجم ص240، الکفوی، کتائب اعلام الأخیار، 1 : 456، ملا علی القاری، الأثمار الجنیۃ، 2 : 591، الزرکلی، الأعلام 6 : 153، الکحالۃ، معجم المؤلفین، 10 : 57. محمد بوینوکالن، مقدمۃ الأصل ص23.

(24)القرشی، الجواہر المضیۃ3 : 273، الکفوی، کتائب اعلام الأخیار، 1 : 518، القاری، الأثمار الجنیۃ، 2 : 593، ملاچلپی، سلم الوصول 3 : 148، کشف الظنون 5 : 268، 270، الزرکلی، الأعلام، 6 : 157. الصیمری ابو عبد اللہ الحسین بن علی (436ھ)، اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ (بیروت: عالم الکتب1405ھ)، ص161.

(25)الشیبانی، ابو عبد اللہ محمد بن الحسن (189ھ)، الجامع الکبیر (الہند: إحیاء المعارف النعمانیۃ:1356ھ) ص66، 77، 100، 104، 184، 295. المحیط البرہانی میں مطلق ابن سماعہ کا ذکر 509 جگہ پر ہے جبکہ نوادر ابن سماعہ کا ذکر 194 جگہ پر ہے۔

Orhan ENÇAKAR،HANEFÎ MEZHEBİ NEVÂDİR LİTERATÜRÜ (İstanbul 2019) p: 120

(26)الخطیب، تاریخ بغداد، 3 : 315، المزی، تہذیب الکمال، 25 : 362، الذہبی، سیر اعلام النبلاء، 12 : 379، القرشی، ابن حجر، تہذیب التہذیب، 11 : 625، القرشی، الجواہر المضیۃ، 3 : 273، قاسم بن قطلوبغا، تاج التراجم ص242، الکفوی، کتائب اعلام الأخیار 1 : 518، الزرکلی، الأعلام 3 : 157.

(27) محمد زاہد الکوثری، الإمتاع بسیرۃ الإمامین الحسن بن زیاد وصاحبہ محمد بن شجاع، (الأردن: دار الفتح، تحقیق: الدکتور محمد حمزۃ البکری)۔

(28)القرشی، الجواہر المضیۃ، 3 : 273، الکفوی، کتائب اعلام الأخیار 1 : 518، القاری، الأثمار الجنیۃ، 2 : 593، ملاچلپی، سلم الوصول 3 : 148، الزرکلی، الأعلام 6 : 157.

(29)السمرقندی، عیون المسائل، ص410، 24، 198، 20، المحیط البرہانی میں محمد بن شجاع کا ذکر 34 جگہ پر ہے، جن میں سے بعض جگہ پر نوادر کا بھی ساتھ ذکر ہے۔اجناس ناطفی میں تقریبا40اقتباسات ہیں۔ملاحظہ ہو:

Orhan ENÇAKAR،HANEFÎ MEZHEBİ NEVÂDİR LİTERATÜRÜ (İstanbul 2019) p: 142

(30)ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، 8 : 145، الخطیب، تاریخ بغداد 15 : 26، الذہبی، سیر اعلام النبلاء، 10 : 196، القرشی، الجواہر المضیۃ3 : 518، قاسم بن قطلوبغا، تاج التراجم ص298، اللکنوی، الفوائد البہیۃ ص216، الزرکلی، الأعلام 7 : 323، الکحالۃ، معجم المؤلفین، 13 : 39. یوسف بن عبد الرحمٰن، الفقہ الحنفی اصولا وفرعا (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2020م) 1 : 62۔ محمد بوینوکالن، مقدمۃ الأصل ص88۔

(31)القرشی، الجواہر المضیۃ3 : 518، القاری، الأثمار الجنیۃ2 : 665، ملاچلپی، سلم الوصول 3 : 355، الکحالۃ، معجم المؤلفین، 13 : 39. اللکنوی، الفوائد البہیۃ ص216 الزرکلی، الأعلام 7 : 323.

(32)الزرکلی، الأعلام 7 : 323، الکحالۃ، معجم المؤلفین، 13 : 39. المرعشلی یوسف بن عبد الرحمٰن، الفقہ الحنفی اصولا وفرعا (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2020م)، 1 : 62، محمد بوینوکالن، مقدمۃ الأصل ص88۔

(33) السرخسی، ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہیل (483ھ)، اصول السرخسی (بیروت: دار المعرفۃ) 1 : 34، الطبری، محمد بن جریر (310ھ) اختلاف الفقہاء، ص 131، 133، 140، 246۔ 29 جگہوں میں حوالے ہیں۔ السمرقندی، عیون المسائل ص6۔ جبکہ اجناس ناطفی میں دو جگہ اس کے حوالے ہیں۔ملاحظہ ہو:

Orhan ENÇAKAR،HANEFÎ MEZHEBİ NEVÂDİR LİTERATÜRÜ(İstanbul 2019) p: 92

(34)ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، 9/67، القرشی، الجواہر المضیۃ، 2/205، ابن حجر، تہذیب التہذیب، 11/43، محمد بوینوکالن، مقدمۃ کتاب الاصل، ص 74، الصیمری، اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص162۔ ہشام رازی کا تذکرہ مزی نے تہذیب الکمال میں کیا ہے اگرچہ صحاح ستہ میں ان کی روایت نہیں ہے۔ (مزی، تہذیب الکمال، 30: 232)۔

(35)القرشی، الجواہر المضیۃ 3: 569، الکفوی، کتائب اعلام الاخیار، 1: 471، القاری، الاثمار الجنیۃ 2: 674، ملا چلپی، سلم الوصول 3: 393، کشف الظنون 5: 270، الکحالۃ، معجم المؤلفین، 13: 149.

(36)السمرقندی، عیون المسائل، ص38.